4۔شاعروں کے لطیفے

مولانا محمد حسین آزاد

(1830ء ۔۔۔۔۔۔۔۔1910ء)

ابتدائی حالات:

محمد حسین آزاد معروف عالم دین اور صحافی مولوی محمد باقر کے بیٹے تھے۔ دلی میں پیدا ہوئے۔ ۱۸۵۷ کی ناکام جنگ آزادی کے بعد، آزاد کے والد انگریزوں کے ہاتھوں مارے گئے ۔پھر لاہور پہنچ کر محکمہ تعلیم میں پندرہ روپے ماہانہ تنخواہ پر ملازم ہوگئے ۔حکومت پنجاب نے ان سے متعدد نصابی اور درسی کتابیں لکھوائیں۔ لاہور میں قائم انجمن پنجاب میں لیکچرار اور سیکرٹری رہے ۔آخری دنوں میں، گورنمنٹ سکول لاہور میں عربی و فارسی کے پروفیسر مقرر کئے گئے ۱۸۸۸ ۔ میں دماغی مرض شروع ہوا جو مرتے دم تک باقی رہا۔

اسلوب نگارش:

آزاد اردو کے صاحب طرز نثر نگار ہیں ۔وہ اپنے اسلوب بیان کے موجد بھی ہیں اور خاتم بھی ۔ان کا تمثیلی اسلوب بیان اپنے عہد کے ادیبوں اور نثر نگاروں میں منفرد بنادیتا ہے ۔ تخیل آفرینی، پیکرتراشی، تجسیم نگاری، شریعت اور رنگینی، واقعہ نگاری نفسیاتی حقیقت آرائی اورمبالغہ آرائی ان کےاسلوب کی نمایاں خصوصیات ہیں۔ان کا اندازِ بیاں، نثرکاایک ایساخوب صورت اوردل کش شاہکارہے۔جس نےان کے آنے والے ادیبوں کی کثرت کو متاثرکیا۔خوب صورت اوردل نشیں نثر کے علاوہ، ان کا ایک بڑاکارنامہ، اردومیں جدید طرزِ شاعری ہے۔جس کی ابتداء انجمن پنجاب لاہور کے مشاعروں سے ہوئی۔جس کے وہ سیکریٹری تھے۔

تصانیف:

آزادکی تصانیف میں"آبِ حیات"،"دربارِاکبری"،"نیرنگ خیال"،"قصصِ ہند"اور"سخندانِ فارس"بہت مشہورہیں۔اپنے استاد، ابراہیم ذوق کادیوان بھی آزادنے مرتب کیا۔آزادنے موضوعاتی نظمیں بھی لکھیں جو"نظم آزاد"میں شامل ہیں۔

مشکل الفاظ کے معنی

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
اشتیاق	شوق،آرزو	بالیں	سرہانا
پھپھولے	چھالے	تکرار	بحث
ٹک	ذرا	خاطر جمعی	اطمینان
دَدَا	بچوں کوپالنے والی ملازمہ	زبان درازی	بے ہودہ گوئی
شبِ دیجور	تاریک رات	طول کھینچنا	بات کابڑھ جانا
دادخواہی	انصاف چاہنا	غنیمت	مناسب سمجھنا
خیرناشد	خیرتوہے	اہلِ جلسہ	جلسہ میں شریک لوگ

[redacted]

طرف دار	ساتھی	بے توقف	بغیر رکے ہوئے

سبق کا خلاصہ

مولانا محمد حسین آزادنے اس سبق کےذریعےاس بات کی وضاحت کرنےکی کوشش کی ہےکہ شعروادب میں طنزومزاح کی کیااہمیت ہے۔شاعروں کی مزاح کی حِس جس قدرتیزہوتی ہے۔ان کی روزمرہ کی گفتگو میں کس قدرلطف پہلوموجودہوتے ہیں۔ایک روزمیر تقی میراورمرزاسوداکےکلام پردو شخصوں کےدرمیان جھگڑاہواتوان کے مرشدخوجہ باسط نےکہاکہ دونوں کےکلام میں صرف"آہ"اور"واہ" کافرق ہے۔میرصاحب کاکلام "آہ" ہےاورسودا صاحب کاکلام"واہ"ہے۔پھردونوں شاعروں کا ایک ایک شعرپڑھا۔مرزاکےایک طرف دارنےجب مرزاکوبتایاتومرزاصاحب نےکہاشعرتومیرکاہےلیکن خیالات ان کی دَدَاکےلگتےہیں۔

ایک دن جرات کسی جگہ بیٹھےتھےکہ انشااللہ خان ان کےپاس آئےاورپوچھا"آپ کس فکرمیں ہیں؟"جرات بولے"ایک مصرہ ذہن میں ہےلیکن دوسرابھی نہیں سوجھا۔"انشاکےاسرارپرجرات نےیہ مصرہ سنایا۔

اس زلف پہ پھبتی شبِ دیجورکی سوجھی

سیدانشاءنےفوراًاپنامصرہ بولا

اندھےکواندھیرےمیں نہت دورکی سوجھی

ایک مشاعرےمیں شیخ امام بخش دیرسےپہنچے۔لوگوں نےکہاکہ مشاعرہ ختم ہوچکاہے۔شیخ صاحب فورابولے

جوخاص ہیں وہ شریکِ گروہِ عام نہیں

شماردانہ تسبیح میں امام نہیں

خواجہ حیدرعلی آتش کےایک شاگرداکثربےروزگاری کاروناروتےرہتےتھے۔اوراپنےاستادسےکہتےتھےکہ میں کسی دوسرےشہرچلاجاوں گا۔ایک دن بنارس جانےکاارادہ کیااوراستادسےکہاکہ میں بنارس جارہاہوں کوئی فرمائش ہوتوبتائیں۔استادنےکہاکہ وہاں کہ اللہ کومیراسلام کہنا۔شاگردنےکہاکہ اللہ توہرجگہ ایک ہی ہے۔توپھرجوقسمت میں ہےوہ اللہ یہاں بھی دےدےگا۔اس کےلیےشہرکیوں چھوڑتےہو؟بات شاگردکی سمجھ میں آگئی اوراس نےجانےکاارادہ ملتوی کردیا۔

ایک دن دربارمیں ابراہیم ذوق حاضرتھے۔ایک مرشدزادےلسی کاپیغام لےکرآئے۔انہوں نےآہستہ سےبادشاہ سےکچھ کہااوررخصت ہوئے۔کلیم حسین اللہ خان نےصاحبِ عالم سےکہا۔اس قدرجلدی آنااورجاناکیامعنی رکھتاہے؟صاحبِ عالم سےکہا

اپنی خوشی سےآئےنااپنی خوشی سےچلے

بادشاہ نےاستادکی طرف دیکھ کرکہادیکھیں کیامصرع ہوا؟استادفورابولے

لائی حیات آئےقضاءلےچلی چلے

اپنی خوشی سےآئےنااپنی خوشی سےچلے

کسی شخص نےمرزاغالب سےکہاکہ آپ کی کتاب قاطع زبان کےبارےمیں لوگوں نےنہت گستاخیاں کی ہیں آپ انہیں جواب کیوں نہیں دیتے۔مرزابولےبھائی اگرلوئی گدھاتمھیں لات مارےتوتم اس کاکیاجواب دوگے۔

مولانامحمدحسین آزادنےاستادابراہیم ذوق کی زندگی کےاس پہلوکواجاگرکیاہےکہ وہ ایک ذہین اورفطین اورحاضرجواب شاعرتھے۔شاعری پران کی گرفت مضبوط تھی۔فی البدیہہ شعرکہنےمیں انھیں ملکہ حاصل تھا۔ظریفانہ اندازمیں شعروں کاجواب شاعروںمیں دیناان کاخاصہ تھا۔شعرکہتےوقت بھی کلام پرگرفت مضبوط رہتی تھی۔ہرشعراپنےاندرمعنی کےسمندرسموئےرہتا۔اپنےطنزومزاح سےمجلس کی رونق کودوبالاکردیتے۔ان سب خوبیوں کےساتھ ساتھ انہیں بات سےبات نکالنےمیں بڑاکمال حاصل تھا۔

مرکزی خیال:

کسی بات کواس طرح لطیف پیرائےمیں بیان کرناکہ اس کاحسن بڑھ جائےاورسننےوالےکواچھی لگےلطیفہ کہلاتاہے۔شاعرلوگ جب آپس میں مل بیٹھتےہیں توان کی ادبی گفتگومزاح کی چاشنی کےلیےہوتی ہے۔ذومعنی ناتیں اپنےاندرگہرےمطالب رکھتی ہیں۔سطحی نظرمیں ان کی اہمیت صرف ایک مذاق کی حدتک ہوتی ہےلیکن اگران پرغورکیاجائےتوان باتوں میں لطافت کےساتھ ساتھ گہراطنزبھی ہوتاہے۔مولانامحمدحسین آزادنےاپنی اس کتاب"آب حیات" میں شعراکےمتعلق جوناتیں لکھی ہیں وہ بجائےخودادب کاایک انمول خزانہ ہیں۔

اہم اقتباس کی تشریح

اقتباس: ایک دن سودا مشاعرے میں بیٹھے تھے۔ لوگ اپنی اپنی غزلیں پڑھ رہے تھے۔ ایک شریف زادے کی 12۔13 برس کی عمر تھی۔ اس نے غزل پڑھی۔ مطلع تھا:

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

گرمیِ کلام پر سودا بھی چونک پڑے۔ پوچھا "یہ مطلع کس نے پڑھا؟" لوگوں نے کہا "حضرت یہ صاحبزادہ ہے۔" سودا نے بھی نہت تعریف کی۔ بہت مرتبہ پڑھوایا اور کہا کہ میاں لڑکے! جوان ہوتے نظر نہیں آتے۔ خدا کی قدرت انہی دنوں لڑکا جل کر مر گیا۔

حوالہ متن: **سبق کا نام:** شاعروں کے لطیفے

مصنف کا نام: مولانا محمد حسین آزاد

حل لغت: شریف زادہ: مہذب گھرانے کا بیٹا۔ پھپھولے: چھالے۔ داغ: زخموں کے نشان۔ چونک پڑا: حیرت ہونا۔ خدا کی قدرت: اللہ کا کرنا۔

سیاق وسباق:

مولانا محمد حسین آزاد نے اس سبق کے ذریعے اس بات کی وضاحت کرنے کی کوشش کی ہے کہ شعروادب میں طنزومزاح کی کیا اہمیت ہے۔ شاعروں کی مزاح کی حس جس قدر تیز ہوتی ہے۔ ان کی روزمرہ کی گفتگو میں کس قدر لطف پہلو موجود ہوتے ہیں۔ کسی شخص نے مرزا غالب سے کہا کہ آپ کی کتاب قاطع زبان کے بارے میں لوگوں نے نہت گستاخیاں کی ہیں آپ انہیں جواب کیوں نہیں دیتے۔ مرزا بولے بھائی اگر لوئی گدھا تمھیں لات مارے تو تم اس کا کیا جواب دو گے۔ مولانا محمد حسین آزاد نے استاد ابراہیم ذوق کی زندگی کے اس پہلو کو اجاگر کیا ہے کہ وہ ایک ذہین اور فطین اور حاضر جواب شاعر تھے۔ شاعری پر ان کی گرفت مضبوط تھی۔ فی البدیہہ شعر کہنے میں انھیں ملکہ حاصل تھا۔

تشریح:

مصنف شعراء کے طنزومزاح کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ ایک دن سودا مشاعرے میں بیٹھے تھے۔ لوگ اپنی اپنی غزلیں پڑھ رہے تھے۔ اور سامعین سے س داد وصول کر رہے تھے۔ ایک شریف زادے کی بارہ، تیرہ برس کی عمر تھی۔ اس نے غزل پڑھی۔ اس کی غزل سن کر سودا نہت حیران ہوئے۔ غزل کے مطلع کے بارے میں ہوچھا یہ کس نے پڑھا ہے۔ لوگوں نے کہا "حضرت یہ صاحبزادہ ہے۔" سودا نے بھی نہت تعریف کی۔ بہت مرتبہ پڑھوایا اور کہا کہ میاں لڑکے! جوان ہوتے نظر نہیں آتے۔ خدا کی قدرت انہی دنوں لڑکا جل کر مر گیا۔

حل مشقی سوالات

1۔ مندرجہ ذیل سوالوں کے مختصر جواب دیں۔

(الف) خواجہ ناسط نے میر اور مرزا کے کلام کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب۔ خواجہ باسط نے کہا کہ دونوں صاحب کمال کے ہیں مگر دونوں میں کا فرق صرف اتنا ہے۔ میر صاحب کا کلام "آہ" ہے اور مرزا صاحب کا کلام "واہ" ہے۔

(ب) شریف زادے کی غزل سن کر سودا نے کیا کہا؟

جواب۔ سودا نے بھی نہت تعریف کی۔بہت مرتبہ پڑھوایا اور کہا کہ میاں لڑکے! جوان ہوتے نظر نہیں آتے۔ خدا کی قدرت انہی دنوں لڑکا جل کر مر گیا۔

(ج) سید انشا کے اصرر پر جرات نے یہ مصرع پڑھا؟

جواب۔ اس زلف پہ پھبتی شبِ دیجور کی سوجھی۔

(د) خوجہ صاحب اپنے اس شاگرد سے کیا کہا کرتے تھے، جو اکثر بے روزگاری کی شکایت سے سفر کا ارادہ کیا کرتا تھے؟

جواب۔ میاں صاحب اپنی آزادمزاجی سے کہا کرتے تھے کہ میاں کہاں جاوگے؟ دو گھڑی مل بیٹھنے کو غنیمت سمجھو اور جو خدا دیتا ہے، اس پر صبر کرو۔

(ہ) صاحبِ عالم کی زبان سے اس وقت کیا نکلا جب حکیم صاحب احسن اللہ خان جلدی سے ان کے آنے اور جانے پر تعجب کیا؟

جواب۔ صاحبِ عالم نے کہا "اپنی خوشی سے آئے نا اپنی خوشی سے چلے"

2۔ درست جملوں پر (✓) کا نشان لگائیں۔

جواب۔ (الف) نے کہا شعر تو میر کا ہے مگر داد خواہی ان کی دَدَا کی معلوم ہوتی ہے۔ (✓)

(ب) سودا نے بھی نہت تعریف کی اور کہا کہ لڑکے بہت طویل عمر پاؤ گے۔ (×)

(ج) جرات ہنس پڑے اور اپنی لکڑی اٹھا کر مارنے کو دوڑ پڑے۔ (✓)

(د) چونکہ نام بھی امام بخش تھا اس لیے تمام اہلِ جلسہ خاموش رہے۔ (×)

(ہ) بھائی اگر لونی گدھا تمھیں لات مارے تو تم اس کا کیا جواب دو گے۔ (✓)

3۔ سبق کے متن کو مدِ نظر رکھ کر درست جواب کی نشاندہی کریں۔

جواب۔ (1) میر اور مرزا کے کلام پر تکرار کرنے والے کس کے مرید تھے؟

(الف) خواجہ میر درد کے　　(ب) مرزا غالب کے

(ج) ابراہیم ذوق کے　　(د) خواجہ باسط کے

(2) انشا اللہ خان ایک دن کس کی ملاقات کو آئے؟

(الف) غالب کی　　(ب) میر درد کی

(ج) جرات کی　　(د) مصحفی کی

(3) یہ مصرع "اس زلف پہ پھبتی شبِ دیجور کی سوجھی" کس کا شاعر کا ہے؟

(الف) انشاء کا　　(ج) جرات کا

(ج) درد کا　　(د) میر کا

(4) قاطع برہان کے مصنف کون ہیں؟

(الف) ذوق　　(ب) مومن

(ج) غالب　　(د) سودا

جوابات۔

1	2	3	4
د	ج	ب	ج

۔ کے متن کو مدِ نظر رکھتے ہوئے مناسب لفظ کی مدد سے خالی جگہ پُر کریں۔

جواب۔ (الف) ایک دن لکھنؤ میں میر اور مرزا کے کلام پر دو شخصوں کی تکرار میں طول کھینچا۔

(ب) میر صاحب کا کلام "آہ" ہے اور سودا صاحب کا کلام "واہ" ہے۔

(ج) گرمیِ کلام پر سودا بھی چونک پڑے۔

(د) جرات نے کہا کہ ایک مصرع خیال میں آیا ہے۔

(ہ) جرات ہنس پڑے اور اپنی لکڑی اٹھا کر مارنے کو دوڑ پڑے۔

(و) اندھے کو اندھیرے میں نہت دور کی سوجھی۔

(ز) چونکہ نام بھی امام بخش تھا اس لیے تمام اہلِ جلسہ نے نہایت تعریف کی۔

(ہ) ایک شاگرد اکثر بے روزگاری کی شکایت سے سفر کا ارادہ کیا کرتا تھے۔

(ط) ایک دن معمولی دربار تھا ابراہیم ذوق بھی حاضر تھے۔

(ی) انھوں نے آہستہ آہستہ بادشاہ سے کچھ کہا اور رخصت ہوئے۔

5۔ ان الفاظ کے معنی لکھیں۔

الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد
کمال	زوال	خاص	عام
طرف دار	مخالف	مطلع	مقطع
گرمی	سردی	بے روزگاری	روزگار

جواب۔

6۔ مذکر اور مونث الفاظ الگ الگ کریں۔

جواب۔ کلام، تکرار، طول، آہ، قیامت، شور، چراغ، تعریف، قدرت، زلف، مصرع، مزاج، تسبیح، شکایت۔

مذکر: کلام، طول، شور، چراغ، مصرع، مزاج۔

مؤنث: تکرار، آہ، قیامت، تعریف، قدرت، زلف، تسبیح، شکایت۔

7۔ مندرجہ ذیل الفاظ پر اعراب لگائیں۔

جواب۔ کَمال، چِراغ، مَطلَع، اِشتیاق، غَنیمت۔

8۔ مندرجہ ذیل عبارت کی تشریح سیاق و اسباق کے ساتھ کیجیے۔

اقتباس: ایک دن معمولی دربار تھا۔ استاد ابراہیم ذوق بھی حاضر تھے۔ ایک مرشدزادے تشریف لائے۔ وہ شاید کسی مرشدزادی یا بیگمات میں سے کسی بیگم صاحب کی طرف سے کسی کچھ عرض لے کر آئے تھے۔ انہوں

نے آہستہ آہستہ بادشاہ سے کچھ کہا اور رخصت ہوئے۔ حکیم احسن اللہ خاں بھی موجود تھے، انہوں نے عرض کی: صاحب عالم! یہ آنا کیا تھا اور تشریف لے جانا کیا تھا؟ صاحبِ عالم کی زبان سے اس وقت نکلا کہ اپنی کوشی سے آئے نا اپنی خوشی سے چلے۔

جواب۔ مصنف کا نام: **مولانا محمد حسین آزاد**

سبق کا نام: **شاعروں کے لطیفے**

حل لغت: معمولی: عام سا، مرشدزادے: پیر کا بیٹا، عرض: درخواست، رخصت: چھٹی، بے توقع: بغیر رکے ہوئے، حیات: زندگی، قضاء: موت۔

سیاق و اسباق: آزاد صاحب ایک نثر نگار ہیں۔ وہ اپنے اسلوب بیان میں موجد بھی ہیں اور خاتم بھی۔ ان کا تمثیلی اسلوبِ بیان انھیں اپنے عہد کے ادیبوں اور نثر نگاروں سے منفرد بناتا ہے۔ حقیقت آرائی اور مبالغہ آرائی ان کے اسلوب کی نمایاں خصوصیات ہیں۔ ان کا ایک بڑا کارنامہ اردو میں جدید طرز شاعری ہے۔ مولانا مولانا محمد حسین آزاد کو فی البدیہہ شعر کہنے میں انھیں ملکہ حاصل تھا۔ شاعر لوگ جب آپس میں مل بیٹھتے ہیں تو ان کی ادبی گفتگو مزاح کی چاشنی کے لیے ہوتی ہے۔ ذو معنی ناتیں اپنے اندر گہرے مطالب رکھتی ہیں۔ آپ حیات میں انہوں نے شعراء کی نجی زندگی میں پیش آنے والے مزاحیہ واقعات کو نہایت دلکش انداز میں پیشکش کیا ہے۔ ان واقعات کو پڑھ کر بے ساختہ لبوں پر ہنسی آجاتی ہے۔

تشریح: ایک دن نہادر شاہ ظفر کا دربار لگا ہوا تھا۔ یہ ایک معمولی قسم کا دربار تھا۔ یعنی امراء اور روساء کو کسی خاص مقصد کے لیے نہیں بلایا گیا تھا۔ استاد ابراہیم ذوق بھی اس دربار کی زینت بنے ہوئے تھے۔ اسی دوران ایک مرشدزادے وہاں تشریف لائے، گمان تھا کہ وہ کسی بیگم کا کوئی پیغام بادشاہ کے گوش گزار کرنا چاہتے تھے۔ اس مرشد کے بیٹے نے بادشاہ تک رسائی حاصل کی۔ وہ آہستہ آہستہ بادشاہ سلامت سے کچھ کہتا رہا۔ اپنی بات پوری کرنے کے بعد اس نے بادشاہ سے اجازت چاہی۔ حکیم احسن اللہ خان بھی یہیں بیٹھے تھے۔ مرشدزادے کو اتنی جلدی رخصت ہوتے دیکھ کر انہوں نے عرض کی، صاحب عالم یہ کیا ماجرا ہے؟ آپ آئے اور اتنی جلدی واپس بھی جا رہے ہیں۔ چونکہ وہ کسی کا پیغام بادشاہ تک پہنچانے آئے تھے، او پیغام پہنچا کر وہ اپنے فرض سے فارغ ہو چکے تھے اس لئے بے اختیار ان کی زبان سے نکلا

اپنی کوشی سے آئے نا اپنی خوشی سے چلے۔

اس کی بات سن کر بادشاہ نے ابراہیم ذوق کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔ "استاد ذرا غور فرمائیں ایک سیدھی سادی بات میں صاحبِ عالم نے کیا صاف ستھرا مصرع کہہ دیا ہے۔ بادشاہ کی بات سن کر بغیر رکے ہوئے بولے

لائی حیات آئے قضا لے چلی چلے

اپنی کوشی سے آئے نا اپنی خوشی سے چلے

اُستاد ابراہیم ذوق ایک قادر کلام شاعر تھے۔ انہوں نے فورا مصرع ثانی کہ کر شعر کو پایا تکمیل تک پہنچا دیا اور بادشاہِ سلامت سے خوب دادِ تحسین حاصل کی۔

9۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے واحد جمع لکھیں۔

جواب۔

واحد	جمع	واحد	جمع
کمال	کمالات	شخص	اشخاص
شعر	اشعار	مشاعرہ	مشاعرات
بیگم	بیگمات	خادم	خدام

10۔ کالم الف میں دیے گئے الفاظ کو کالم ب کے متعلقہ الفاظ سے ملائیں۔

جواب۔

کالم الف	کالم ب	کالم ج
آہ	نک	واہ
پھپھولے	سودا	دل
ذرا	انشا	نک

مرزا	واہ	سودا
جرات	دل	انشا